

مفتی نذیر محمد حقانی*

ایک تاریخ ساز شخصیت

ضلع صوابی، خیبر پختونخواہ کا ایک خوبصورت، زرخیز اور مردم خیز خطہ ہے اس کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ اس خطے نے ہمیشہ زندگی کے ہر میدان میں ایسی شخصیات اور عظیم ہستیاں پیدا کی ہیں کہ زمانہ اور اہل زمانہ اُن کی عظمت، ان کی محیر العقول اور حیرت انگیز کارناموں پر تاقیامت فخر کریں گے، بے شک یہ خطہ زمین، قابل رشک اور قابل افتخار ہے کہ اس کی آغوش محبت میں ایسی ہستیاں پھیلیں اور بڑھیں۔

یہ وہ خطہ ہے جس کی شان ہے رشک مہ و اختر
فلک والے بھی اس کی عظمتوں پر ناز کرتے ہیں

اس علاقہ میں ایک مشہور و معروف قصبہ زروبی ہے جو کہ ساہا سال سے علم و فضل، تقویٰ و تدین، تصوف و سلوک، رشد و ہدایت اور صدق و صفا کا گہوارہ چلا آ رہا ہے بظاہر یہ چھوٹا سا قصبہ اپنی علمی و جاہت اور دینی شان و شوکت کی بنیاد پر بڑے بڑے شہروں پر بھاری ہے۔ اس قصبہ کی کوکھ نے ایسے شخصیات کو جنم دیا ہے جن کے مبارک نام علم و فضل اور زہد تقویٰ کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے جلی عنوان سے رقم رہیں گے اور آسمان علم و فضل پر نیر تابان کی طرح چمکتے دکتے رہیں گے ان تاریخ ساز شخصیات میں سے ایک ہمارے استاد محترم حضرت علامہ محمد ابراہیم فانی صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لیس علی اللہ بمستنکر، ان يجعل العالم فی واحد

اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے کہ ایک ہی بندہ کو ایک عالم کے صفات سے نوازے۔

ہمارے استاد محترم بیک وقت ایک بہترین عالم دین، بہترین ادیب و صحافی، ایک فصیح اور جید مدرس ہونے کیساتھ ساتھ ایک ایسے ممتاز اور قادر الکلام شاعر تھے جو عربی، فارسی، اردو، اور پشتو چاروں زبانوں میں، سب پر پید طوبیٰ کے مالک تھے۔ آپ علمی، ادبی، تصنیفی اور مطالعاتی میدان میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل تھے اتنی صفات کے باوجود آپ نے ہمیشہ، فقیرانہ، درویشانہ اور گمنامی کی زندگی کو ترجیح دی۔ مجلس میں پیچھے بیٹھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

آپ کے درس و تدریس میں اللہ تعالیٰ نے وہ مٹھاس اور چاشنی رکھی تھی کہ باید و شاید، مشکل سے مشکل مقام کو چٹکیوں میں حل کیا کرتے تھے۔ انتہائی جامعیت اور اختصار کے ساتھ پورے مالھا اور مالعیہا کے ساتھ سبق پڑھایا کرتے تھے اس پر کمال یہ ہے کہ بعض مشکل کتابیں طلباء کو دو مرتبہ پڑھایا کرتے تھے یعنی روزانہ کا سبق دو مرتبہ دھراتے تھے۔ بسا اوقات موقع محل کے اعتبار سے ایسا مناسب شعر پیش کرتے تھے کہ پورا مجمع متوجہ ہو جاتا تھا۔ آپ اپنی عمومی چال ڈھال میں سادگی کے قائل تھے یہ آپ کی کس نفسی اور تواضع کی واضح دلیل تھی۔ آپ انتہائی بے تکلف اور ظریفانہ طبیعت کے مالک تھے لیکن باوجود اس کے طلباء پر آپ کا ایسا رعب چھایا ہوتا کہ مجال ہے کہ کوئی بے ضرورت اور بے محل بات کرے اور اگر کبھی ایسا ہوتا تو آپ خوب ڈانٹ پلا کر اصلاح فرماتے۔

اس بندہ عاجز پر اللہ تعالیٰ کے بے پناہ احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میرے اساتذہ کرام ہمیشہ میرے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت فانی رحمہ اللہ مجھے نام سے پہچانتے اور پکارا کرتے تھے۔ یوں تو دارالعلوم حقانیہ میں قیام کے دوران حضرت سے کئی کتابیں پڑھیں لیکن درجہ تخصص کے سال کے دوران آپ ہمیں مسلم الثبوت اپنی رہائش گاہ میں بعد از ظہر پڑھایا کرتے تھے۔ اہل علم خوب واقف ہیں کہ مسلم الثبوت انتہائی مغلق اور مشکل کتاب ہے لیکن قدرت نے آپ کو فصاحت اور بلاغت کا عجیب ملکہ دیا تھا آپ بہت شیریں زبان تھے، خشک سے خشک مضمون بھی آپ انتہائی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

اصاغر نوازی اور شفقت میں آپ بے مثال انسان تھے ایک دفعہ میرے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحمن نے مجھے بتایا کہ حضرت فانی صاحب نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ (فدا محمد) مجھے اپنا کوئی تالیف نہیں بھیجتا ہے نہ تبرہ کے لئے اور نہ ہی بطور تحفہ، کیا میں اور کیا میری تالیف، میں خوب جانتا تھا کہ اس سے مقصود ہماری حوصلہ افزائی اور دلجوئی ہے مجھے خوشی بھی ہوئی اور ندامت بھی ہوئی، اس کے بعد میں اہتمام سے آپ کے پاس اپنی کتاب بھیجا کرتا تھا آپ کے اس پیغام سے بڑی ہمت افزائی ہوئی، ایک مرتبہ تقریظ کیلئے اپنی ایک کتاب بھیجی، آپ نے ایسے فیاضی کے ساتھ تقریظ لکھ دی کہ ایک شاگرد کے لئے استاد کے قلم سے اس طرح کے کلمات اور الفاظ کے استعمال سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوگئی، میں واضح طور پر سمجھتا تھا کہ یہ حضرت کی شفقت ہے اور ہمارا حوصلہ بڑھانا چاہتے ہیں۔ ایک دفعہ میں دارالعلوم حقانیہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ فاروقی کتب خانہ میں آپ سے ملاقات ہوئی حال و احوال پوچھنے کے بعد فرمایا، سنا ہے کہ آپ شرح عقائد پر کچھ لکھ رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ حضرت ارادہ تو ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے، پھر وقتاً فوقتاً پوچھ بھی لیا کرتے تھے۔ کتاب مکمل ہونے کے بعد آپ کے پاس بھیجی، آپ بہت خوش ہوئے۔ قربان جاؤں حضرت کی اصاغر نوازی سے، اے اللہ آپ میرے استاد کو اس مبارک صفت کے بدلے اپنے شایان شان درجہ انعام سے نوازا۔

کے بعد فرمایا! میں ابراہیم فانی عرض کر رہا ہوں (یہ حضرت کے کلمات ہیں) میرے پاس پہلے آپ کا نمبر بھی نہیں تھا اس لئے پہچانا بھی نہیں، اور موبائل پر پہلی مرتبہ آپ کی آواز سنی۔ مجھے انتہائی خوشی کے ساتھ ندامت بھی ہوئی اور حضرت کے اس صفت پر بہت حیرت بھی ہوئی آپ نے فرمایا کہ کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مزید فرمایا کہ مجھے ایک مسئلے کی ضرورت پڑی وہ مسئلہ آپ کی کتاب میں تفصیل سے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی میں یہ کلمات حضرت کی زبان سے سن رہا تھا اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا پھر فرمایا کہ آپ کی کتاب پر الحق میں ایک جاندار تبصرہ لکھ رہا ہوں لیکن قیمت کا اندازہ نہیں ہے کہ کتاب کی قیمت کیا ہے میں نے قیمت بتائی، جب ”الحق“ کے پرچے میں حضرت کے قلم سے تبصرہ پڑھا تو حقیقی خوشی ہوئی کہ استاد محترم نے ایک شاگرد کی کتاب پر تبصرہ لکھ کر کتنی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ مزید فرمایا کہ مجھے ایک نسخہ اور بھیج دو کیونکہ میرے پاس موجود نسخہ مجھ سے کوئی لے گیا ہے۔

ایک دفعہ ملاقات کیلئے حاضر ہوا دارالعلوم حقانیہ کے امتحانات شروع تھے۔ آپ امتحانی ہال میں مصروف تھے باتوں باتوں میں ایسے مفید مشوروں سے نوازا جو تصنیف و تالیف کے میدان میں مجھ جیسے طفل کتب کیلئے مشعل راہ تھے میں اپنے محلہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک طالب علم دوست نے آپ کی بیماری کے متعلق فرمایا، لیکن یہ بات اتنی بھاری اس لئے نہیں لگی کہ پہلے سے آپ شوگر کے مریض تھے۔ جب اکوڑہ خٹک جانا ہوا تو آپ کی جان لیوا اور مہلک بیماری کا سن کر بہت پریشان ہوا۔ دل میں یہ حسرت لئے پھرتا تھا کہ حضرت کی ملاقات کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ یہ جمعۃ المبارک کا دن تھا آپ کے صاحبزادے اور ہمارے مخدوم زادے جناب محمود ذکی سے فون پر رابطہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو عمر و دراز نصیب فرماویں، انہوں نے بشارت اور فراح دلی کیساتھ ملاقات کی اجازت دی بلکہ وہ میرے آنے کا پیغام والد مرحوم کو بھی دے چکے تھے میں جب پہنچا تو محسوس ہوا کہ آپ انتظار فرما رہے تھے۔ میری خوش قسمتی تھی کہ اُسی دن آپ کی طبیعت معمول سے زیادہ بہتر تھی۔ اپنی ظریفانہ طبیعت کے مطابق بشارت اور خندہ پیشانی سے حال و احوال پوچھتے رہے علم و تحقیق کے ساتھ وابستگی کا اندازہ آپ بآسانی اس سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت نے پوچھا کہ علمی اور تحقیقی کام کر رہے ہو میں نے بتایا کہ حضرت اپنی بساط کے ساتھ کچھ نہ کچھ کر رہا ہوں اس سے خوش ہو کر دعا فرمائی، اس کے بعد اکابرین دیوبند کا تذکرہ شروع کیا، کچھ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا۔ کیا اندازہ تھا کہ حضرت اقدس کے چہرہ انور پر یہی آخری نگاہیں پڑ رہی ہیں آپ سے اجازت لے لی، آپ نے خوب دعا فرما کر رخصت فرمایا۔

کل اس کی آنکھ نے کیا زندہ گفتگو کی تھی

گمان تک نہ ہوا کہ وہ بچھڑنے والا ہے